امام طبرانیؒ

ولادت ۲۶۰ھ وفات ۳۶۰ھ

سلیمان بن احمد نام، ابو القاسم کنیت،
طبریہ کے رہنے والے تھے جس کی نسبت سے طبرانی کہلائے۔
۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے۔

اساتذہ و شیوخ :

آپ کے اساتذہ و شیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے اور تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ آپ کے اساتذہ و شیوخ کی تعداد ایک ہزار سے متجاوز ہے۔ بعض مشہور اساتذہ یہ ہیں :

امام ابوزرعہ دمشقی، امام ابو عبد الرحمٰن نسائی، امام احمد بن یونس،

تلامذہ :

ان کے تلامذہ و مستفیدین کی تعداد بھی بے شمار ہے۔

بعض تلامذہ کے نام یہ ہیں ؛

حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ، ابو بکر عبد الرحمٰن بن علی، ذکوانی، اور ابو عمر محمد بن حسین بسطامی۔

تحصیل علم کے لیے سفر :

امام طبرانی ۲۷۳ھ میں علم و فن کی تحصیل میں مشغول ہوتے تھے۔ آپ نے تحصیلِ تعلیم کے لیے حمص، جبلہ، مدائن، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، یمن، مصر، بغداد، کوفہ، بصرہ، جزیرہ اور اصبہان کا سفر اختیار کیا اور وہاں کے ائمہ فن سے اکتسابِ فیض کیا۔

علم کی تلاش و جستجو اور احادیث کی تحصیل میں ان کو سخت مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن ان کے ذوق و شوق اور سرگرمی و انہماک میں کمی نہیں آئی۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ لکھتے ہیں :

"۳۰ سال تک ان کو بستر پر سونا نصیب نہ ہوا مگر وُہ آرام و آسائش کا خیال کیے بغیر حدیث کی تحصیل میں مشغول رہے اور بوریا پر سوتے رہے۔ (البستان المحدثین ص۱۰۵)

حفظ و ثقاہت:

حفظ و ضبط اور ثقاہت و اتقان میں ان کا مرتبہ بلند تھا اور ان کی ثقاہت و عدالت کا علمائے فن نے اعتراف کیا ہے۔

علمائے سیر و تراجم نے ان کو الحافظ الکبیر، احد الحفاظ، الحافظ العلم، واسع الحفظ، الحجۃ اور من الثقات الاثبات معدلین کے القاب سے یاد کیا ہے۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

"امام طبرانی ضبط، ثقاہت اور صدق و امانت کے ساتھ بڑے عظیم مرتبہ اور شان کے محدث تھے۔" تذکرۃ الحفاظ

حدیث میں درجہ:

امام طبرانی علم و فضل کے جامع اور فنِ حدیث میں نہایت ممتاز تھے اور مورخین نے ان کو حدیث میں امام تسلیم کیا ہے۔ حدیث میں ان کی نظر بڑی وسیع تھی۔ حدیث میں ان کی وسعتِ نظر اور کمال کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ احمد بن منصور شیرازی نے ان سے ۳ لاکھ احادیث لکھی تھیں۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ حدیث میں ان کی بالغ نظری کا چرچا پوری دنیائے اسلام میں تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ)

اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ:

"حدیث میں وسعت اور کثرتِ روایت میں وہ یکتا اور منفرد تھے۔" (البستان المحدثین ص۵۴)

وفات:

امام طبرانی نے ۲۸ ذی قعدہ ۳۶۰ھ کو انتقال فرمایا اور آپ کے مشہور شاگرد حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی نے نماز جنازہ پڑھائی۔

تصنیفات:

امام طبرانی صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ مولانا عبد الحلیم نے فوائد عجالہ نافعہ میں انکی ۹، تصانیف کے نام بتائے ہیں۔

مگر یہاں آپ کی تین مشہور کتابوں معاجم ثلاثہ (معجم کبیر، معجم اوسط اور معجم صغیر) کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

معجم کی تعریف: محدثین کی اصطلاح میں ان کتابوں کو معجم کہا جاتا ہے جن میں شیوخ کی

ترتیب سے حدیثیں درج کی جائیں۔

معجم کبیر:

یہ دراصل مسند ہے کیونکہ اس میں صحابہ کی ترتیب پر ان کے مرویات شامل کیے گئے ہیں۔ لیکن ان کا شہرت معجم کے زمرے سے ہوئی۔ مشہور اور کثیر الروایت صحابی حضرت ابوہریرہؓ کی احادیث اس میں شامل نہیں ہیں۔

یہ کتاب ۲ جلدوں میں ہے اور اس میں ۶۰ ہزار احادیث شامل ہیں۔

معجم اوسط:

اس کو امام طبرانی نے شیوخ کے ناموں پر مرتب کیا ہے۔ اس میں امام طبرانی نے اپنے ایک ہزار شیوخ کے افراد و غرائب جمع کیے ہیں۔ امام طبرانی نے اس کو بڑی کاوش سے لکھا اور خود بھی یہ کتاب ان کو بہت عزیز تھی۔ اس سے حدیث میں ان کی فضیلت و کمال اور کثرت واقفیت کا پتہ چلتا ہے۔ یہ کتاب ۶ جلدوں میں ہے۔

معجم صغیر:

اس کتاب کی ترتیب بھی شیوخ کے ناموں پر ہے اور اس میں امام صاحب نے اپنے ایک ہزار شیوخ سے حروف تہجی کے مطابق ایک ایک حدیث درج کی ہے اور آخر میں بعض خواتین کی احادیث بھی جمع کی ہیں جن کی تعداد ۲ ہزار ہے۔

امام طبرانی نے ان معاجم میں ائمہ فقہ اور محدثین کے فقہی اقوال اور آراء بھی شامل کی ہیں اور بعض جگہ خود بعض روایات کی تشریح بھی کی ہے۔ جن سے کسی خاص مسلک کی تائید اور وضاحت بھی ہوتی ہے۔